سلسلۃ قصص الانبیاء

26

خوش قسمت قوم

لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین

اشتیاق احمد

خوش قسمت قوم

قصّہ سیّدنا یونس علیہ السلام

اشتیاق احمد

دارُالسّلام
کتاب و سُنّت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور • کراچی
اسلام آباد • لندن • هیوسٹن • نیو یارک

''وہ رہا نڑی۔'' قاری طارق جاوید صاحب نے دبی آواز میں کہا۔

سب نے اس سمت میں دیکھا...... زاہد سلیم صاحب نے فوراً رائفل کا رخ اس طرف کرلیا۔ نڑی دریا کے کنارے مٹی کے ایک تودے پر بیٹھا تھا۔

''مزہ آ گیا، اس جگہ اس کا نشانہ لینا مشکل نہیں اور شاید یہ پانی میں بھی نہ گرے......بس اب آواز نہ نکلے۔''

یہ کہتے ہی زاہد سلیم صاحب نشانہ لینے لگے۔ آج ان سب دوستوں نے شکار کا پروگرام بنایا تھا...... نکلے تھے مرغابی کا شکار کرنے، مرغابی تو کوئی ملی نہیں، نڑی نظر آ گیا۔ بس انھوں نے سوچا، چلو نڑی ہی سہی۔

نڑی کے بارے میں زاہد سلیم صاحب نے بتایا تھا کہ یہ مچھلیاں کھانے کا بہت

شوقین ہوتا ہے۔ پوری کی پوری مچھلی زندہ نگل جاتا ہے اور جب نڑی کو پکایا جاتا ہے تو سالن کے اوپر گھی ہی گھی تیرتا نظر آتا ہے، دراصل وہ گھی نہیں مچھلی کا تیل ہوتا ہے...... اس طرح نڑی کا گوشت بہت طاقت ور خیال کیا جاتا ہے۔

ابھی وہ یہ باتیں سوچ ہی رہے تھے کہ فائر ہوگیا۔ نڑی اچھل کر گرا...... سب کے سب اس کی طرف دوڑ پڑے۔ زاہد سلیم صاحب سب سے آگے تھے...... ان میں ماہر شکاری بس وہی تھے۔ باقی تو شوق میں ساتھ چلے آئے تھے۔

جلد ہی نڑی ہاتھ آ گیا۔ یہ خاصا بڑا پرندہ تھا۔ اس کے پروں کو پھیلایا گیا تو دونوں پروں کا فاصلہ چھ فٹ کے قریب تھا۔ زاہد سلیم صاحب نے چاقو نکالا اور بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر اس کے گلے پر چلا دیا۔ نڑی تڑپنے لگا۔ سب وہیں بیٹھ گئے...... پکانے کا سامان ساتھ تھا۔ اب تو بس نڑی کے پر صاف کرنے اور پیٹ چاک کر کے گوشت کی بوٹیاں بنانے کی دیر تھی۔

پھر جونہی زاہد سلیم صاحب نے نڑی کا پیٹ چاک کیا...... وہ سب اچھل پڑے مارے حیرت کے ان کے منہ سے نکلا:

''سبحان اللہ!''

وہ سب اللہ کی قدرت دیکھ رہے تھے۔ نڑی کے پیٹ سے ایک بڑی زندہ مچھلی نکلی تھی...... پیٹ سے نکلتے ہی وہ تڑپنے لگی، کیونکہ اب وہ پانی میں نہیں تھی۔

''حیرت ہے، اس کے پیٹ سے تو زندہ مچھلی نکلی ہے۔'' قاری طارق جاوید صاحب بولے۔

خوش قسمت قوم

''میں ایسا نظارہ پہلے بھی دیکھ چکا ہوں۔'' زاہد سلیم صاحب بولے۔

''اللہ کی شان ہے، وہ مردہ سے زندہ کو پیدا کر دیتا ہے...... یہ تو پھر زندہ کے پیٹ میں زندہ تھی۔''

''لیکن سوال یہ ہے کہ مچھلی تو پانی کے بغیر زندہ رہ ہی نہیں سکتی۔'' قاری طارق جاوید صاحب بولے۔

''دیکھو بھائی! یہ اللہ کے کام ہیں، اللہ ہی جانتا ہے...... ہم اس بارے میں کیا کہہ سکتے ہیں...... جب کہ خود قرآن کریم میں اس سے زیادہ عجیب واقعہ موجود ہے۔'' اشفاق احمد صاحب بولے۔

''اس سے زیادہ عجیب واقعہ؟'' سب کے منہ سے نکلا۔

''ہاں بالکل...... آپ پسند کریں تو ابھی سنا دیتا ہوں...... آپ لوگ نڑی اور اس مچھلی کو پکانے کی تیاری کریں...... میں ساتھ ساتھ وہ عجیب ترین واقعہ سناتا رہوں گا۔''

''اس سے مزے دار بات کیا ہو سکتی ہے بھلا۔'' زاہد سلیم صاحب بولے۔

''اچھا تو پھر سنیے!......لیکن ساتھ ساتھ کام بھی کرتے رہیے گا...... یہ نہ ہو کہ کہانی تو آگے بڑھتی رہے اور نڑی اور مچھلی یونہی رکھی رہ جائیں۔''

''فکر نہ کریں...... ایسا نہیں ہوگا۔''

''اچھا تو پھر سنیں، میں دراصل آپ کو اللہ کے نبی سیدنا یونس علیہ السلام کا قصہ سنانا چاہتا ہوں۔

یہ قرآنِ کریم کے بیان کردہ قصوں میں سے ایک قصہ ہے...... اور عجیب بھی

ہے۔ سیدنا یونس علیہ السلام کے والد کا نام متّیٰ تھا۔ آپ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے قریباً 860 سال پہلے مبعوث ہوئے، آپ کو قومِ اشور کی طرف بھیجا گیا۔ اس بنا پر اشوریوں کو قومِ یونس کہا جاتا ہے۔ اس قوم کا مرکز اس زمانے میں نِینَوَیٰ کا شہر تھا۔ یہ شہر بہت مشہور تھا۔ اس شہر کے کھنڈر آج بھی موجود ہیں۔''

''اوہو اچھا!'' زاہد سلیم صاحب حیران ہو کر بولے۔

''ہاں جناب! دریائے دِجلہ کے مشرقی کنارے پر موجود عراق کے شہر مَوْصِل کے عین سامنے یہ کھنڈر پائے جاتے ہیں۔ نِیْنَوَی شہر کی آبادی ایک لاکھ سے زائد تھی۔ اس شہر کے لوگوں میں شرک اور کفر پھیل چکا تھا۔ اسی لیے سیدنا یونس علیہ السلام کو ان کی طرف بھیجا گیا۔ آپ نے انھیں توحید کی دعوت دینی شروع کی، لیکن قوم نے آپ کی دعوت پر کوئی توجہ نہ دی...... وہ اپنے کفر اور شرک پر ڈٹے رہے۔ سابقہ قوموں کی طرح انھوں نے بھی اللہ کے نبی کا مذاق اڑایا۔ ایمان لانے سے انکار کرتے رہے۔ قوم جب کسی طرح راہِ راست پر نہ آئی تو اللہ تعالیٰ نے سیدنا یونس علیہ السلام سے کہا:

'ان لوگوں سے کہہ دیجیے کہ تین دن کے اندر اندر تم پر سخت عذاب آنے والا ہے۔'

سیدنا یونس علیہ السلام نے یہ اعلان فرما دیا۔ جب یونس علیہ السلام بستی کو چھوڑ کر باہر تشریف لے گئے تو قوم کو یقین ہو گیا کہ اب ان پر عذاب ضرور نازل ہوگا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں توبہ کی طرف توجہ پیدا فرما دی۔

انھوں نے یہ کیا کہ ایک میدان میں نکل آئے۔ عورتیں، مرد، بوڑھے اور بچے سب اس میدان میں جمع ہوئے۔ انھوں نے پھٹے پرانے کپڑے پہن لیے۔ اپنے جانور بھی وہ ساتھ لائے تھے۔ جانوروں اور ان کے بچوں کو انھوں نے الگ الگ کر دیا تھا۔ اس طرح جب مرد روتے تو ان کی عورتیں بھی روتیں، عورتیں روتیں تو ان کے بچے بھی روتے۔ اسی طرح اونٹ بلبلاتے تو ان کے بچے بھی بلبلاتے۔ گائیں چِلّاتیں تو ان کے بچھڑے بھی چِلّاتے۔ بکریاں منمناتیں، تو ان کے بچے بھی منمناتے۔ اس طرح یہ منظر بہت دردناک ہو گیا، چنانچہ ان سب کی آہ وزاری پر اللہ تعالیٰ کو رحم آ گیا اور اس نے اپنی

خُوش قِسمت قَوم

قدرت سے ان پر سے وہ عذاب ٹال دیا جو ان کے سروں پر آ چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر یوں فرمایا:

'پھر کیوں ایسا ہوا کہ قومِ یونس کی بستی کے سوا کوئی بستی نہ نکلی کہ (عذاب نازل ہونے سے پہلے) یقین کر لیتی اور ایمان کی برکتوں سے فائدہ اٹھاتی، یونس کی قوم جب ایمان لے آئی تو ہم نے رسوائی کا وہ عذاب ان سے ٹال دیا جو دنیا کی زندگی میں پیش آنے والا تھا اور ایک خاص مدت تک سرو سامانِ زندگی سے فائدہ اٹھانے کی مہلت دے دی۔'

یعنی گزشتہ قوموں میں کوئی ایسی بستی کیوں نہیں ہوئی جو پوری کی پوری ایمان لے آئی ہو۔ معلوم ہوا کہ ایسا پہلے نہیں ہوا تھا۔ ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

> 'اور ہم نے تو جس بستی میں، جو بھی آگاہ کرنے والا بھیجا، وہاں کے خوش حال لوگوں نے یہی کہا کہ جس چیز کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو، ہم اس کے ساتھ کفر کرنے والے ہیں۔'

مطلب ان آیات کا یہ ہے کہ پہلی قومیں عذاب کو دیکھ کر بھی توبہ نہیں کرتی تھیں اور ہلاک ہوتی رہیں...... بس ایک سیدنا یونس علیہ السلام کی قوم تھی جو عذاب کو دیکھ کر خوف زدہ ہوگئی اور توبہ کرنے لگی۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اس قوم کی توبہ کو قبول فرما لیا اور عذاب کو ان سے ٹال دیا۔ اس طرح ان کا ایمان لانا ان کے لیے بہت نفع بخش ثابت ہوا۔

ادھر سیدنا یونس علیہ السلام شہر چھوڑ کر نکل پڑے اور وحی کا انتظار نہ کیا، یہاں تک کہ دریائے فرات کے کنارے پہنچ گئے۔ وہاں ایک کشتی تیار کھڑی تھی اور لوگوں سے بھری

وما ارسلنا فى قرية من نذير الا قال مترفوها انا بما ارسلتم به كفرون

ہوئی تھی۔ کشتی میں سوار لوگوں نے آپ کو دیکھا تو کشتی پر سوار کرلیا۔ اب کشتی روانہ ہوئی۔ کشتی جب دریا کے درمیان میں پہنچی تو اچانک آسمان پر بادل چھا گئے۔ دریا جو چند لمحے پہلے پُرسکون تھا اس میں طغیانی آنا شروع ہوگئی۔

کشتی تیز و تند موجوں پر کسی کھلونے کی طرح ہچکولے کھانے لگی۔ مسافروں کا مارے ڈر کے بُرا حال تھا۔ وہ چیخ پکار کر رہے تھے۔ ہر کوئی اپنے اپنے معبود کو پکار رہا تھا۔ جب کشتی بالکل بے قابو ہونے لگی تو ملاح کو فکر لاحق ہوئی۔ اس نے لوگوں کو مشورہ دیا کہ ہم کچھ سامان دریا میں پھینک دیں، تا کہ کشتی کا بوجھ ہلکا ہو سکے، لیکن سامان کم کرنے کے باوجود کشتی بے قابو ہوتی جا رہی تھی۔ آخر ملاح نے اپنے عقیدے کے مطابق اعلان کیا:

'ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کشتی میں کوئی غلام اپنے آقا سے بھاگا ہوا ہے، جب تک اس کو کشتی سے نکالا نہ جائے گا، نجات مشکل ہے۔'

سیدنا یونس علیہ السلام نے سنا تو ان کو خیال آیا کہ ہوسکتا ہے کہ میرا نینوی شہر سے اللہ کی اجازت کے بغیر نکلنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آیا ہو اور کشتی والوں پر مصیبت میری وجہ سے آ رہی ہو، یہ سوچ کر انھوں نے اہلِ کشتی سے فرمایا:

'وہ غلام میں ہوں جو اپنے آقا سے بھاگا ہوا ہے۔ مجھ کو کشتی سے باہر پھینک دو۔'

کشتی والے آپ کی سچائی پر حیرت زدہ رہ گئے۔ شکل صورت کے لحاظ سے بھی آپ انھیں ایسے نظر نہ آئے، چنانچہ آپس میں کہنے لگے:

خُوش قِسمَت قَوم

'ایسا شخص مجرم نہیں ہو سکتا۔'

پھر انھوں نے آپس میں مشورہ کیا...... آخر طے پایا کہ قرعہ اندازی کر لی جائے۔

قرعہ اندازی میں جس کا نام نکل آئے، بس اسے دریا میں پھینک دیا جائے۔

اس طرح قرعہ ڈالا گیا۔ اللہ کی قدرت کہ قرعہ سیدنا یونس علیہ السلام کے نام نکلا۔ لوگوں کو اس پر بہت حیرت ہوئی، فیصلہ کیا گیا کہ دوبارہ ڈالا جائے، چنانچہ دوبارہ قرعہ اندازی ہوئی۔ نام پھر سیدنا یونس علیہ السلام ہی کا نکلا۔"

''اوہ...... حیرت ہے۔'' کہانی سننے والے سبھی افراد بول اُٹھے۔

''ہاں!'' اشفاق احمد صاحب پُر زور انداز میں بولے۔

''حیرت اس پر ہے کہ وہ تو اللہ کے نبی تھے...... ان کا نام قرعہ اندازی میں کیوں

نکلا...... وہ بھی ایک بار نہیں...... دو بار؟'' زاہد سلیم صاحب بولے

''بلکہ تیسری بار بھی...... کیونکہ تیسری بار پھر قرعہ ڈالا گیا تھا اور نام پھر انھی کا نکلا۔''

''اللہ اکبر۔'' ان کے منہ سے نکلا۔

''مطلب یہ کہ اللہ کے ہر کام میں حکمت ہے...... جب تیسری بار بھی انھی کا نام نکلا، تب لوگوں نے جان لیا کہ انھی کو دریا میں ڈالنا ہوگا، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

ادھر اللہ تعالیٰ نے ایک مچھلی کو حکم دیا، مچھلی نے آپ کو نگل لیا۔''

''کیا کہا اشفاق احمد صاحب! مچھلی نے آپ کو نگل لیا۔'' زاہد سلیم صاحب حیران ہو کر بولے۔

''ہاں! یونس علیہ السلام سیدھے اس کے پیٹ میں چلے گئے۔ تفاسیر میں آتا ہے کہ تقریباً چالیس دن مچھلی کے پیٹ میں رہے۔''

''چالیس دن!'' وہ سب چِلّا اُٹھے۔

''جی ہاں! چالیس دن...... مچھلی انھیں پانی کی تہہ میں لے جاتی اور دور دور تک گھومتی پھرتی رہتی۔ بعض مفسرین نے تین دن اور سات دن کی مدت بھی لکھی ہے۔ ادھر سیدنا یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں خود کو زندہ محسوس کیا تو سجدے میں گر گئے اور اللہ تعالیٰ سے ان الفاظ میں دعا کی:

﴿ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴾

'الٰہی! تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے۔ بلا شبہ میں ہی ظالموں میں سے ہوں۔'

اللہ تعالیٰ نے سیدنا یونس علیہ السلام کی درد بھری پکار کو سنا تو اس کو قبول فرمایا۔ مچھلی کو حکم ہوا:

'یونس کو جو تیرے پاس ہماری امانت ہے، اگل دے۔'

مچھلی نے حکم کی تعمیل کی اور انھیں ساحل پر اگل دیا۔ مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی وجہ سے آپ کا جسم ایسا ہو گیا تھا جیسے کسی پرندے کے پیدا شدہ بچے کا جسم ہوتا ہے، یعنی ان کا جسم بالکل نرم ہو گیا تھا۔ اس لیے آپ نہایت ناتوانی کی حالت میں ساحل پر پڑے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک بیل دار درخت آپ کے اوپر اُگا دیا۔ یہ کدو کا درخت تھا۔ مورخین کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس درخت کا انتخاب اس لیے فرمایا تھا کہ

اللہ

لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین

اس کے پتے چوڑے ہوتے ہیں، ان کے سائے میں انھیں ڈھانپ دیا گیا تاکہ ہوا سے اذیت نہ پہنچے۔ اس لیے کہ سیدنا یونس علیہ السلام کے جسم سے جلد اتر گئی تھی۔ پھر اس سے خوش کن خوشبو بھی آتی تھی۔ اس خوشبو نے انھیں فرحت بخشی۔ کدو کی خوشبو میں ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ حشرات الارض کو دور رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انھی خصوصیات کی وجہ سے ایک بیل دار درخت کا انتخاب فرمایا تھا۔ تاکہ آپ ہر طرح کی تکلیف سے محفوظ رہیں۔ اس کے پتوں نے سیدنا یونس علیہ السلام پر سائبان کا کام دیا، یعنی ان پر سایہ کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایک جنگلی بکری کو حکم دیا۔ وہ آپ کے قریب آتی اور آپ کے سر کے اوپر اپنی ٹانگیں پھیلائے کھڑی ہو جاتی، اس طرح اس کے تھن آپ کے منہ میں چلے آتے اور آپ ان سے خواہش کے مطابق دودھ پیتے۔ یہ تھا سیدنا یونس علیہ السلام کا کھانا اور پینا۔ رفتہ رفتہ آپ کی حالت بہتر ہوگئی۔ آپ توانا اور تندرست ہوگئے۔ پھر آپ اٹھنے کے قابل ہوگئے اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ہوا۔ جب آپ کی صحت لوٹ آئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا:

'اپنے شہر نِینَوٰی جائیں اور قوم میں رہ کر ان کی رہنمائی کریں۔'

آپ شہر واپس آئے۔ قوم نے جب انھیں دیکھا تو بے حد خوشی کا اظہار کیا اور آپ کی رہنمائی میں دنیا اور آخرت کی کامیابی حاصل کرنے میں لگ گئے۔ اس طرح پوری قوم آپ پر ایمان لے آئی۔

قرآن کریم کی سورۂ نساء، سورۂ انعام، سورۂ یونس، سورۂ انبیاء، سورۃ الصافات اور سورۃ القلم میں سیدنا یونس علیہ السلام کا ذکر آیا ہے۔

وانبتنا علیہ شجرۃ من یقطین

سورۃ الانبیاء کی آیت 87 اور 88 میں ہے:

'اور مچھلی والے (یونس) کو یاد کریں جب وہ (اپنی قوم سے) ناراض ہو کر چلا گیا اور اس نے سمجھا تھا کہ ہم اس پر گرفت نہیں کریں گے۔ پھر اس نے ہمیں اندھیروں میں پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، بلاشبہ میں ہی ظالموں میں سے ہوں۔ چنانچہ ہم نے اس کی دعا قبول کی اور ہم نے اسے غم سے نجات دی اور ہم اسی طرح مومنوں کو نجات دیتے ہیں۔'

اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر سورۃ الصافات آیت 139 تا 148 میں یوں فرمایا ہے:

'اور بے شک یونس رسولوں میں سے تھا۔ جب وہ ایک بھری ہوئی کشتی کی طرف بھاگ کر گیا۔ پھر (کشتی والوں نے) قرعہ ڈالا تو وہ مغلوب ہوگیا۔ تب اسے مچھلی نے نگل لیا، جبکہ وہ (خود کو) ملامت کر رہا تھا۔ پھر اگر یہ بات نہ ہوتی کہ بے شک وہ تسبیح کرنے والوں میں سے تھا۔ تو وہ لوگوں کے دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جانے کے دن تک اسی مچھلی کے پیٹ میں رہتا۔ پھر ہم نے اسے چٹیل میدان میں ڈال دیا، جبکہ وہ بیمار تھا۔ اور ہم نے اس پر ایک بیل دار درخت (کدو کا) اگا دیا۔ اور ان کو ایک لاکھ یا اس سے زیادہ لوگوں کی طرف (پیغمبر بنا کر) بھیجا چنانچہ وہ لوگ ایمان لے آئے تو ہم نے انھیں ایک (مقرر) وقت تک

فائدہ (اٹھانے کا موقع) دیا۔

سورۃ القلم کی آیت 48 تا 50 میں اللہ تعالیٰ نے نبیٔ کریم ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

'چنانچہ آپ اپنے رب کے حکم کے لیے صبر کریں اور مچھلی والے (یونس) کی طرح نہ ہوں، جب اس نے (اللہ کو) پکارا تھا جبکہ وہ غم

سے بھرا ہوا تھا۔ اگر اس کے رب کا احسان اسے نہ سنبھالتا تو وہ چٹیل
میدان میں پھینکا جاتا جبکہ وہ ملامت کیا گیا ہوتا۔ پھر اس کے رب نے
اسے نوازا اور اس کو نیک لوگوں میں شامل کیا۔'

سیدنا یونس علیہ السلام کی وفات نِینَوَیٰ شہر ہی میں ہوئی۔ مچھلی کے پیٹ سے نجات پا کر آپ نے باقی ساری زندگی قوم کی ہدایت کے لیے وقف کر دی تھی، لہٰذا انھی میں آپ نے وفات پائی۔'' یہاں تک کہہ کر اشفاق احمد صاحب خاموش ہو گئے۔

''اشفاق احمد صاحب! ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو انھیں نگل لینے کا حکم کیوں دیا تھا؟'' زاہد سلیم صاحب بولے۔

''شاید اس وجہ سے کہ آپ نے وحی کا انتظار نہ کیا اور نِینَوَیٰ شہر سے چلے گئے۔ سورۃ القلم میں اسی طرف اشارہ ہے۔''

''آپ نے قرآن کریم کا یہ واقعہ سنا کر ہماری معلومات میں اضافہ کیا۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔'' زاہد سلیم صاحب نے کہا۔

مچھلی اور نڑی کا سالن تیار تھا۔ سب مسکرا کر کھانے کی طرف بڑھے۔

خوش قسمتی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے
اس کے مقابلے میں بدقسمتی پریشانیوں اور ناکامیوں
کا پیغام لے کر آتی ہے
وہ لوگ بہت خوش قسمت ہیں
جو صبح و شام اپنے ربّ کی رضا اور خوشنودی کے حصول میں لگے رہتے ہیں
ایسے ہی لوگ دنیا اور آخرت میں کامیاب و کامران ہوتے ہیں
اگر ہمیں بھی دنیا و آخرت کی فلاح و کامیابی چاہیے
تو اپنے تمام معاملات کو اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی
میں ڈھال لینا چاہیے۔ حقیقی کامیابی و کامرانی
کا یہی ایک ذریعہ ہے